اقبال اور چودھری محمد حسین

(باہمی تعلقات مکاتیبِ اقبال کی روشنی میں)

ڈاکٹر محمد سفیان*

Abstract:

Chaudhry Muhammad Hussain is considered among the ones who spent more than twenty years being intimate friend of Allama Muhammad Iqbal and having great poetic insight in Iqbal's poetry. His being a man of letters and a deep learning is even endorsed by Iqbal himself. He joined Punjab Civil Secretariat in 1925 as an Article Writer and soon promoted as the Officer In-charge Press Branch in the Home Department and owing to his great services Indian Govt awarded him the titles of "Khan Shahib" and "Khan Bahadur" On the auspices of Allama Iqbal and to his great admiration, he translated POLITICAL THOUGHTS IN ISLAM in Urdu as KHILAFAT-E-ISLAMYA. It is owing to his advice that Iqbal got his works published in different collections. Iqbal would discuss literary and even personal matters with him. During serving in Press Branch he kept Allama Iqbal well informed about current polical affairs. He accompanied him in the journeys to Madrass, Pani Put and Surhind. In this article the relations of Allama Iqbal and Chaudhry Muhammad Hussain are tried to be meticulously encompassed by the writer.

چودھری محمد حسین ایسے بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بیس سال سے زیادہ عرصہ علامہ اقبال کی خدمت میں گزارا اور ان کی صبحیں اور شامیں علامہ کے ہاں بسر ہوتیں۔ آپ علامہ کے معتمد رفیق، مزاج شناس اور

* شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

کلام آشنا تھے۔جسٹس جاوید اقبال کے بقول کلامِ اقبال کا ایک ایک شعر چودھری صاحب کے ہاتھوں سے گزرا ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آپ کو علامہ کے ہر شعر کی شانِ نزول سے متعلق آگاہی ہی نہ تھی بلکہ ہر اشارے کو بخوبی سمجھتے تھے۔(۱) آپ کا مطالعہ بڑا وسیع تھا جس کا اعتراف خود علامہ اقبال نے بھی کیا ہے۔(۲) آپ ۲۸ /مارچ ۱۸۹۴ء کو موضع پہاڑنگ اونچہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے ایک جاٹ باجوہ گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام چوہدری فضل احمد تھا اور دادا چودھری نبی بخش علاقے کے ذیلدار تھے۔آپ نے ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی اسکول پسرور سے انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۱۶ء میں ایف۔اے اور ۱۹۱۸ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ابتداہی سے عربی، فارسی، اُردو اور اسلامیات کی جانب آپ کی توجہ زیادہ تھی۔جن دنوں آپ اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے، مسلمان تحریکِ علی گڑھ کی وجہ سے بیدار ہو چکے تھے اور آپ دنیائے اسلام کی سیاسی حالت پر نہایت فکر مند تھے۔آپ اپنے استاد مولوی محمد حسین پسروری کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور نقشبندی طریق پر تربیت حاصل کی۔قرآن حدیث اور فقہ کا مطالعہ کیا اور نماز، روزے کی پابندی کے ساتھ عمر بھر صوفی رہے۔ ۱۹۲۰ء میں اسلامیہ کالج ہی سے ایم۔اے عربی کا امتحان پاس کیا اور پرائیویٹ طور پر منشی فاضل بھی کیا۔آخری عمر میں بھی مولانا غلام رسول خان سے اصول فقہ پر درس لیے اور عربی منطق پر عبور حاصل کیا۔سکول ہی کے زمانے میں شعر کہنے لگے تھے، کالج کی فضا میں یہ رنگ مزید نکھرا اور پُرانے اساتذہ کا رنگ آپ کی فطرت کا حصہ بنتا گیا۔ اُس زمانے میں آپ کی غزلیں اور نظمیں روزنامہ 'الاثر' اور 'زمیندار' میں اکثر شائع ہوا کرتی تھیں۔چودھری محمد حسین اقبال کی مصاحبت میں آنے سے پہلے نواب ذوالفقار علی خان سے وابستہ تھے۔ ۱۹۱۷ء کے آخر میں جب آپ اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم تھے کالج کے پرنسپل ہنری مارٹن کے کہنے پر نواب ذوالفقار علی خان کے بچوں خورشید اور رشید کے اتالیق مقرر ہوئے۔نواب صاحب اقبال کے انتہائی مخلص اور بے تکلف دوستوں میں سے تھے اور عمدہ علمی وادبی ذوق رکھتے تھے۔اقبال کی زندگی اور فکر وفن کا کوئی گوشہ ان سے پوشیدہ نہیں تھا انہوں نے ہی سب سے پہلے A VOICE FROM THE EAST کے نام سے ایک کتاب لکھ کر اقبال کو شاعر اور مفکر کی حیثیت سے انگریز دان طبقے میں متعارف کروایا۔چودھری صاحب نہ صرف پنجاب چیفس ایسوسی ایشن کے کاروبار میں نواب صاحب کا ہاتھ بٹاتے بلکہ ان کے صاحبزادوں رشید علی خان اور خورشید علی خان کے اتالیق بھی تھے۔انہیں کی وساطت سے چودھری صاحب کا علامہ اقبال سے تعلق پیدا ہوا جو رفتہ رفتہ دستِ راست اور مخلص دوست کی حیثیت سے نمایاں ہونے لگا۔فقیر سید وحید الدین کے مطابق ۱۹۱۴ء کے لگ بھگ آپ کے مراسم اقبال سے قائم ہو چکے تھے اور آپ اقبال کی مجلسوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔اپنے خلوص، خدمت گزاری اور اسلام دوستی کی وجہ سے

علامہ اقبال سے جو تعلق چودھری صاحب کو حاصل تھا کسی اور کو حاصل نہ تھا۔ آغا شورش کاشمیری کے بقول ''آپ کا دِل اسلام کی اصل سے لبریز تھا۔ آپ انسان کے وجود میں دیانت اخلاق اور بصیرت کا ایسا مرقعہ تھے کہ مسلمانوں میں چراغِ جستجو لے کر بھی اس قسم کے لوگ ہاتھ نہیں آتے۔ آپ مختلف علوم کا انسائیکلو پیڈیا تھے۔ انہیں شعر و ادب، فلسفہ و تاریخ اور فقہ و تصوف پر اتنا عبور حاصل تھا کہ آج پاکستان بھر میں ان کا ہم پایہ ملنا دشوار ہے۔ (۳)

علامہ نے آپ کی مخلص دین داری کو بھانپ لیا تھا اور پھر ایسا اپنایا کہ مرتے دم تک یہ تعلق قائم رہا۔ ۱۹۲۵ء میں آپ پنجاب سول سیکرٹریٹ میں بحیثیت آرٹیکل رائٹر وابستہ ہوئے اور ترقی کرتے ہوئے ہوم ڈیپارٹمنٹ تک پہنچے اور آفیسر انچارج پریس برانچ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ کی خدمات کے اعتراف میں حکومت ہند نے ۲۳ رجون ۱۹۳۶ء کو 'خان صاحب' اور پھر یکم جنوری ۱۹۴۴ء کو 'خان بہادر' کے خطاب سے نوازا۔ اُس دور کے حالات سے متاثر ہو کر مختلف موضوعات پر آپ کی نظموں میں ماپلوں کا جرم (۲۸ رجولائی ۱۹۲۲ء)، فرنگی معشوق اور ہندی عاشق (۱۴ر اکتوبر ۱۹۲۲ء) اب نہ کافر تر کوئی کافر مسلمانوں میں ہے (۳ رمئی ۱۹۲۳ء) ایک پیش گوئی مرزا غلام احمد قادیانی کی یاد میں (۱۵ر اکتوبر ۱۹۲۴ء) جو نعمت اللہ قادیانی کی سنگ ساری کے واقع سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی، شامل ہیں۔ بعد میں اقبال کے کہنے پر آپ نے شاعری ترک کر دی اور نثر میں انتہائی سلجھے ہوئے متوازن تنقیدی مضامین لکھے جو زیادہ تر اقبال کی تخلیقات 'اسرارِ خودی' 'پیامِ مشرق' 'زبورِ عجم' 'جاوید نامہ' 'ارمغانِ حجاز' کے بارے میں ہیں۔ (۴)

لندن میں قیام کے دوران ۱۹۰۸ء میں جب ترکی میں انقلاب رونما ہو رہا تھا، علامہ نے ایک انگریزی مضمون " POLITICAL THOUGHTS IN ISLAM " کے عنوان سے تحریر کیا جو ۱۹۰۸ء میں پان اسلامک سوسائٹی کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک جلسے میں پڑھا گیا تھا۔ ترکی کے اسی انقلاب کی بدولت سلطان عبدالحمید خان ثانی ۲۸ راپریل ۱۹۰۹ء کو معزول ہوئے۔ یہ مضمون لندن کے مشہور رسالے ''سوشیالوجیکل ریویو'' میں ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ بعدازاں THE HINDUSTAN REVIEW الٰہ آباد میں دسمبر ۱۹۱۰ء اور جنوری ۱۹۱۱ء کی اشاعت میں شائع ہوا اور پھر مسلم آؤٹ لک میں ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا۔ اس کا ترجمہ اخبار ''وکیل'' امرتسر میں شائع ہوا جو علامہ کو پسند نہیں تھا چنانچہ ۱۹۲۲ء میں چودھری محمد حسین نے علامہ کی ایما پر ''خلافتِ اسلامیہ'' کے عنوان سے اس کا دوبارہ اردو ترجمہ کیا۔ (۵) جو کتابچے کی شکل میں لاہور سے شائع ہوا۔ مقالاتِ اقبال میں ''خلافتِ اسلامیہ'' کے عنوان سے یہ ترجمہ شامل ہے۔ (۶) عبدالواحد معینی نے مقالاتِ اقبال کے پیش لفظ میں اس کا عنوان ''اسلام میں خلافت'' تحریر کیا ہے جو درست نہیں ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے

مطابق علامہ نے ''اسلام میں خلافت'' یا " Islam and Khilafat " کے عنوان سے کوئی مضمون نہیں لکھا۔(۷)

محمد عبداللہ قریشی اپنے مضمون 'اقبال اور فوق' میں لکھتے ہیں۔ یہ مضمون ۲۳/ مارچ ۱۹۲۳ء کو خلافتِ اسلامیہ کے نام سے منشی محمد الدین فوق نے پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا تھا۔اس مضمون میں بتایا گیا تھا کہ جمہوریت، اسلام اور آئین، انتخابِ خلیفہ، مذہب وسیاست کا مشترک اور واحد مطمعِ نظر ہے ۔

جلالِ بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی (۸)

آپ اقبال کے معتمد ترین رفقاء میں شمار ہوتے تھے۔آپ ہی کے مشورے سے اقبال نے اپنا کلام مجموعوں کی صورت میں شائع کروانا شروع کیا۔اقبال آپ سے علمی وادبی سطح پر بھی مکالمہ کرتے اور نجی معاملات میں بھی آپ سے مشورہ کرتے۔ چودھری محمد حسین کے نام ایک مکتوب میں اقبال لکھتے ہیں:''....یہ مراد آباد سے ایک پادری صاحب کا خط ہے مجھے اس کا جواب دینے کی فرصت نہیں تھی مگر میں نے ان کو اپنے مضمون اجتہاد کی ایک نقل بھیج دی ہے۔امید ہے کہ ان کو اس سے بہت مدد ملے گی۔آپ اس سے اندازہ کریں کہ یورپ کو کس قدر اسلام کی فکر ہے۔انہوں نے اسرار خودی اور پیام مشرق کے متعلق بھی دریافت کیا ہے۔وہ سطور پڑھیے جن پر میں نے نشان کر دیا ہے اور ان سطور کا جواب لکھ کر ان کو بھیج دیجئے۔میں نے ان کو لکھ کر دیا ہے کہ اس کا جواب آپ لکھیں گے۔یہ بات نوٹ کر لیجئے کہ اسرار خودی ۱۹۱۴ء میں اور پیام مشرق ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا تھا۔اس خط میں پروفیسر فشر کے خیالات کا ترجمہ ملفوف کرتا ہوں وہ بھی اپنے مضمون میں شامل کر لیجئے۔اس کے علاوہ شیخ عبدالعزیز صاحب کی رائے بھی پیام مشرق کے متعلق ہے وہ شامل کر لیجئے۔ان کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس قدر کافی ہے کہ ہندی مسلمان یہ کہتا ہے۔اس کے علاوہ سردار رضا خاں کا بھی ذکر کر دیجئے جو اس میں ہے، جو میں نے آپ کو بھیجا تھا صرف وہ فقرہ درج کر دینا کافی ہوگا۔اس کے علاوہ اور جو آپ مناسب خیال کریں۔ ہندوستان ایران وغیرہ میں کتاب کو بہت غور سے پڑھا جا رہا ہے اور بعض لوگ تو قرآن کو بھی اس نقطہ نگاہ سے پڑھنے لگے ہیں، جو پیام واسرار میں اختیار کیا گیا ہے۔آپ کے مضمون کا حجم دو چار صفحہ سے زیادہ نہ ہو، اگر اس وقت آپ کوئی اور کام کر رہے ہیں تو اسے چھوڑ کر پہلے اس کام کر دیجئے اور پادری صاحب کو جواب ٹائپ کرا کر بھیج دیجئے ایسا لکھئے کہ ان کی آنکھیں کھل جائیں۔یہ امریکن پادری ہے۔...'' (۹)

۲۴/ جولائی ۲۳ء کو چودھری محمد حسین کے نام مکتوب میں پیامِ مشرق کے ترجمہ کے ضمن میں اقبال لکھتے

ہیں...." ....ڈاکٹر سپونر ترجمہ اچھا کرتے ہیں اگر وہ 'پیامِ مشرق' کا ترجمہ کریں تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے۔اس کے ساتھ آپ کو کوفت کرنی پڑے گی۔ یہ کام مدّت لے گا اور آپ کا اور اُن کا ایک جگہ کچھ مدّت کے لیے رہنا ضروری ہے کیونکہ آپ کو۔۔۔۔ترجمے کی تشریح کرنی بھی ضروری ہو گی (کم از کم بعض بعض جگہ) بالخصوص رباعیات کے ترجمے میں ....اگر ڈاکٹر سپونر مغربی افکار و خیالات فلسفیانہ سے واقف ہیں تو ان رباعیوں کی تلمیحات سمجھ جائیں گے گو یہ امر شعر کے لطف اٹھانے کے لیے ضروری نہیں تاہم ترجمہ کرنے والوں کو ان باتوں کا جاننا ضروری ہے..".......(۱۰) ۲۶/اگست ۲۳ء کے خط میں اقبال لکھتے ہیں:...." .... بہت بہتر ہے سردار صاحب کے مشورے سے رباعیات کی ترتیب ہو جائے تو خوب ہے۔مگر ان میں جو تین تین اشعار کے قطعات ہیں ان کو شمار میں نہ لائیے کیونکہ دوسری ایڈیشن (۳) میں میرا اراداہ ان کو افکار میں رکھنے کا ہے۔شبنم پر دو بند لکھے تھے جو پیامِ مشرق میں چھپ گئے تھے کل اس کے باقی چھ سات بند بھی لکھے گئے الحمدللہ کہ یہ نظم بھی ختم ہوئی۔اسی رنگ کی دو چار نظمیں اور بھی لکھی گئیں تو خوب ہوگا۔ ....".....(۱۱)

بلا ناغہ ہر شام اقبال کے ہاں جانا آپ کا معمول تھا۔آپ ان دنوں پریس برانچ میں ملازم تھے اور قلعہ گجر سنگھ میں رہائش رکھتے تھے۔اگر کسی وجہ سے آپ نہ آ سکتے تو علامہ لازمی طور علی بخش کو ان کے گھر خیریت معلوم کرنے کے لئے بھیج دیتے۔ پریس برانچ میں پنجاب بھر کے اخبارات حکماً آتے تھے جن کا مطالعہ آپ کے فرائضِ منصبی میں شامل تھا۔اس لئے آپ حالاتِ حاضرہ سے بخوبی آگاہ رہتے تھے۔علامہ آپ کی آمد کے بطورِ خاص منتظر رہتے تھے کیونکہ آپ تازہ ترین ملکی و سیاسی حالات سے علامہ کو باخبر رکھتے تھے۔آپ ہندو اخبارات کا بطورِ خاص مطالعہ کرتے اور شام کو علامہ کے پاس حاضر ہو کر ان کے اداریوں،مضامین اور خبروں کا نچوڑ ان کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔علامہ چونکہ ہندو سیاست اور ہندو ذہنیت پر ہر وقت نظر رکھتے تھے لہذا چوہدری صاحب آتے ہی بغیر کسی تمہید کے اخبارات میں جو کچھ ہوتا سب کچھ بیان کر دیتے،اس طرح علامہ ہر وقت سیاسی منظر نامے اور مسلمانوں کے خلاف ہندو ذہنیت کے نشیب و فراز سے آگاہ رہتے اور اس پر غور و فکر فرماتے۔آپ صحیح معنوں میں علامہ کے مزاج شناش تھے۔

۱۹۲۱ء میں اقبال سنجیدگی سے اپنے اردو کلام کی ترتیب کی جانب متوجہ ہوئے۔بانگِ درا علامہ کی شاعری کا پہلا اردو مجموعہ ہے جس کی تدوین میں چودہری محمد حسین نے بہت مدد کی۔ ۱۹۲۴ء میں پہلی بار جب بانگِ درا چھپی تو اقبال نے اپنے ہاتھ سے کتاب کے سرورق پر ایک فارسی شعر جو آپ کے علامہ سے تعلقات پر روشنی ڈالتا ہے ،لکھ کر کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی۔

برون کشید ز پیچاک ہست و بود مرا
چہ عقدہ ہا کہ مقامِ رضا کشود مرا

جنوری ۱۹۲۹ء میں مدراس کے سفر میں آپ اقبال کے ہمراہ رہے۔اقبال کا جنوبی ہند کا یہ سفر خالصتاً علمی حوالے سے تھا جو اوائل جنوری ۱۹۲۹ء سے شروع ہوا، جس کے لئے مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے سیٹھ جمال محمد نے اقبال کو مدراس آ کر اجتہاد کے موضوع پر مقالات پڑھنے کی دعوت دی تھی۔ چوہدری محمد حسین کے علاوہ عبداللہ چغتائی اور علی بخش بھی اقبال کے ہمراہ تھے۔۵/جنوری ۱۹۲۹ء کی صبح اقبال مدراس کے ریلوے اسٹیشن پر اترے اور اسی روز شام پانچ بجے گوکھلے ہال میں اپنا پہلا خطبہ جو'' دینیاتِ اسلامیہ اور افکارِ حاضرہ'' کے موضوع پر تھا پیش کیا۔ ۹/جنوری ۱۹۲۹ء کو اقبال بنگلور پہنچے اور میسور یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام اقبال کا ایک لیکچر یونیورسٹی ہال میں ہوا۔ ۱۳/جنوری ۱۹۲۹ء کو جامعہ عثمانیہ کی دعوت پر بنگلور سے حیدر آباد کے لئے روانہ ہوئے۔..(۱۲)

دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے موقع پر اقبال نے آپ کی شدید کمی محسوس کی جس کا اظہار اقبال کے متعدد خطوط میں ملتا ہے۔

۲۹/جون ۱۹۳۴ء کی شام کو اقبال ریل گاڑی کے ذریعے سرہند تشریف لے گئے اور حضرت مجدد الف ثانی کے مزار حاضری دی۔اس سفر میں جاوید اقبال کے علاوہ چوہدری محمد حسین، منشی طاہر دین، غلام بھیک نیرنگ اور علی بخش بھی اقبال کے ہمراہ تھے۔..(۱۳)

اکتوبر ۱۹۳۵ء میں خواجہ الطاف حسین حالؔی کے صد سالہ یوم پیدائش کی تقریبات میں حالی کے فرزند خواجہ سجاد حسین کی دعوت پر علامہ اقبال نے بھی شرکت کی تھی۔اس سفر میں بھی چودھری محمد حسین اقبال کے ہمراہ تھے۔ چودھری محمد حسین کے علاوہ سید نذیر نیازی، راجہ حسن اختر، جاوید اور علی بخش بھی علامہ کے ہمراہ شریک سفر تھے۔ اگرچہ علامہ ۱۹۳۴ء سے بیمار چلے آ رہے تھے لیکن حالؔی سے خاص ارادت کی بنا پر اس تقریب میں شرکت کے لئے رضا مند ہو گئے۔علامہ ۲۵/اکتوبر کو پانی پت پہنچے اور ۲۶/تاریخ کو نواب صاحب بھوپال کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں شریک ہوئے۔ (۱۴) ۱۲/ستمبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کے نام خط میں لکھتے ہیں۔۔۔''۔۔۔ مولانا حالی کی سالگرہ کی تاریخ ۲۶، ۲۷/اکتوبر مقرر ہوئی ہے۔ میں غالباً ۲۵ یا ۲۴/اکتوبر کو وہاں پہنچ جاؤں گا۔آپ کے رسالے کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ اگر ممکن ہو تو آپ خود وہاں جائیں اور اگر فوٹو گراف کا بھی انتظام کر سکیں تو اور بھی بہتر ہو۔ باقی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ وہاں میں آپ کو سید راس مسعود سے بھی انٹرو ڈیوس کراؤں گا۔ غالباً چودھری محمد حسین اور جاوید بھی ساتھ ہوں گے۔۔۔''۔(۱۵) اکتوبر ۱۹۳۲ء میں چودھری محمد حسین کے

نام علامہ نے جاوید نامہ کا تعارف اس طرح کرایا کہ جاوید نامہ دراصل معراج نامہ ہے۔علامہ چاہتے تھے کہ گلشن راز جدید کی طرح جدید علوم کی روشنی میں معراج النبی کی ایک شرح لکھیں۔اقبال نے جاوید نامہ کی منصوبہ بندی اس طرح کی کہ خلائی سفر کا بنیادی نقشہ تو معراج النبی کی اسلامی روایات کے مطابق ہے نہ کہ ان جزئیات کے مطابق جو سائنسی نظام میں سیارگان میں پائی جاتی ہیں۔

آپ نے نہ صرف علامہ کی زندگی میں ان کے علمی اور شعری کارناموں کو روشناس کرانے میں غیر معمولی جدوجہد کی بلکہ ۱۹۳۸ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کی اولاد سے یہ تعلق قائم رکھا اور صحیح معنوں میں ان کی جائیداد اور تصانیف کے سلسلے میں ایک دیانت دار ٹرسٹی کے فرائض سرانجام دیئے۔اقبال کی وصیت کے مطابق بحیثیت ولی آپ نے ان کے بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کے حقوق کی نگہداشت بھی کی۔اقبال کو جاوید اقبال سے بڑی محبت تھی اسی لئے اقبال نے اپنی زندہ جاوید کتاب ''جاوید نامہ'' کا نام جاوید اقبال کے نام پر رکھا اور چودھری محمد حسین کو آخری ایام میں یہ وصیت کی کہ جاوید اقبال کو جاوید نامہ کے آخر میں دعا ''خطاب بہ جاوید'' ضرور پڑھوادیں۔۱۹۴۳ء میں جاوید اقبال نے چودھری محمد حسین سے دیوانِ غالب پڑھا۔مزار اقبال کی تعمیر کی نگرانی کا فریضہ بھی آپ ہی نے انجام دیا تھا۔۱۹۴۹ء میں علامہ کی صاحبزادی منیرہ بیگم کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہوئے۔علامہ نے خود بھی اپنی بعض تصانیف کے دیباچوں میں آپ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔آپ ایک علم دوست انسان تھے اور علامہ آپ کی علمی جستجو اور تنقیدی بصیرت کے قدردان تھے۔آپ نے علامہ کی بعض کتابوں کے علاوہ دوسرے مصنفین کی تصانیف پر بھی عالمانہ تبصرے لکھے جو پسند کئے گئے۔ستمبر ۱۹۴۹ء میں جاوید کی انگلستان روانگی کے بعد ۱۶/جولائی ۱۹۵۰ء کو آپ نے انتقال کیا۔ **(۱۶)**

حوالہ جات

۱۔ جاوید اقبال (ڈاکٹر)، مئے لالہ فام ص.۳۰

۲۔ نذیر نیازی (سید)..اقبال کے حضور..ص.۳۰

۳۔ جاوید اقبال (ڈاکٹر)، ایضاً .ص..۳۷. / وحیدالدین، فقیر سید ؛ روزگار فقیر I..ص..۱۲۴

۴۔ عبداللہ چغتائی (ڈاکٹر)، اقبال کی صحبت میں .ص..۵۲۰ تا ۵۲۲

۵۔ محمد حنیف شاہد ،'اقبال..چوہدری محمد حسین کی نظر میں'.ص...۹۵

۶۔ معینی، سید عبدالواحد، مرتب، مقالاتِ اقبال.ص..۱۵۲..۱۲۳

۷۔ رفیع الدین ہاشمی (ڈاکٹر)، تصانیف اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ..ص..۳۴۱..۳۴۰

۸۔ گوہرنوشاہی،مرتبہ، مطالعۂ اقبال (منتخبہ مقالات مجلّہ اقبال).ص.۱۰۴

۹۔ تحقیق نامہ لاہور..شمارہ نمبر۵..(.۹۶..۱۹۹۵ء.).ص..۷۷.

۱۰۔ تحقیق نامہ شمارہ نمبر۲؛۹۳۔۱۹۹۲ء..(گورنمنٹ کالج لاہور).ص۱۹/ برنی (سید مظفر حسین)، کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد چہارم) .ص..۹۷۵

۱۱۔ تحقیق نامہ شمارہ نمبر۲ ؛ ۹۳۔۱۹۹۲ء..(گورنمنٹ کالج لاہور).ص.۲۴

۱۲۔ عبداللہ چغتائی (ڈاکٹر)، اقبال کی صحبت میں.ص.. ۵۲۰ تا ۵۲۲

۱۳۔ گوہرنوشاہی،مرتبہ، مطالعۂ اقبال (منتخبہ مقالات مجلّہ اقبال)..ص..۳۷..۳۸

۱۴۔ نذیر نیازی،سید..ایضاً.ص..۳۵۱..۳۴۶۔۳۰۱ / جاوید اقبال (ڈاکٹر)، زندہ رود۔۔ص۶۱۵،۶۱۶

۱۵۔ نذیر نیازی،سید..ایضاً.ص...۲۹۳

۱۶۔ محمد حنیف شاہد ’اقبال..چوہدری محمد حسین کی نظر میں‘ .ص...۲۸..۱۹ /عبداللہ چغتائی (ڈاکٹر)، اقبال کی صحبت میں ص.. ۵۲۰ تا ۵۲۲

❀.....❀.....❀